تین کچھوے

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ تین کچھوے پانی میں رہتے رہتے تھک گئے۔ انھوں نے سوچا کہ پہاڑوں کی سیر کرنا چاہیے۔ جہاں دیوتا رہتے ہیں، جہاں ہر وقت شانتی اور سنّاٹا رہتا ہے۔ جہاں سمندر جیسے طوفان نہیں آتے۔ یہ سوچ کر تینوں

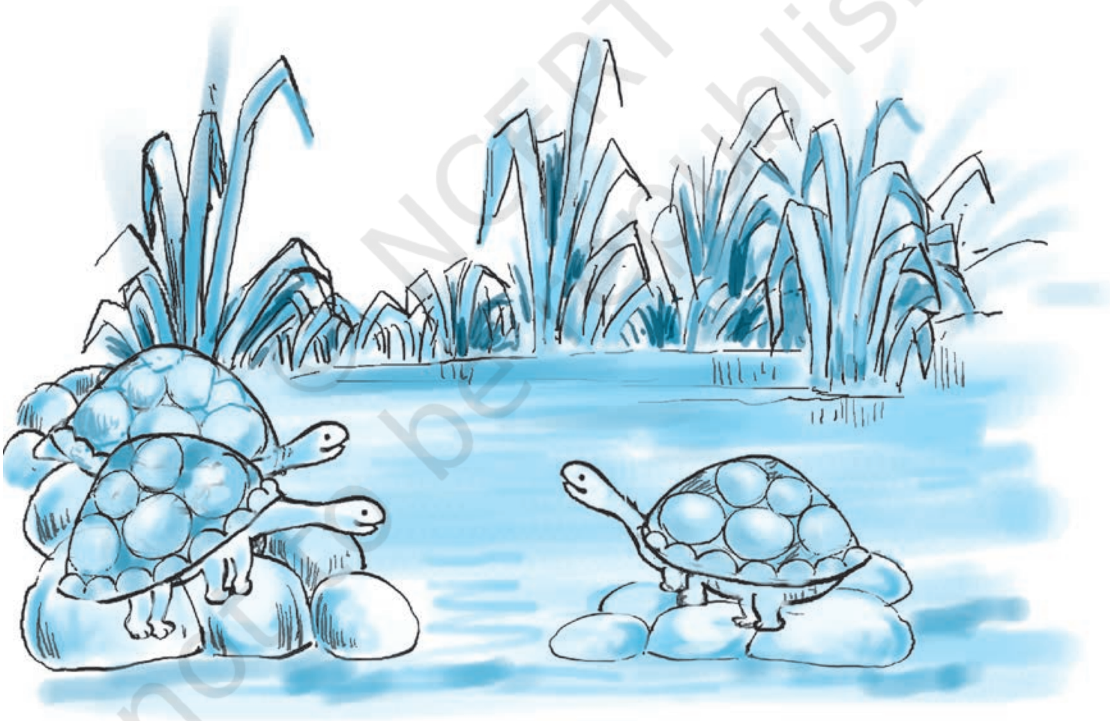

کچھوے پہاڑ کی سیر کے لیے نکل پڑے۔ انھوں نے اپنے ساتھ اپنے کھانے کا بہت سا سامان لیا۔ ان کا سفر بہت لمبا تھا۔ کیوں کہ سمندر سے پہاڑ کا فاصلہ سیکڑوں میل کا تھا۔ پھر یہ کہ کچھوے ذرا رینگ کر بھی تو چلتے ہیں۔ مگر یہ تو آپ

جانتے ہیں کہ کچھوے بڑے مستقل مزاج ہوتے ہیں۔ آپ نے سُنا ہوگا کہ ایک بار ایک کچھوے نے اپنی مستقل مزاجی سے ایک خرگوش کو دوڑ میں ہرا دیا تھا اور لوگوں کو یہ سبق دیا تھا کہ آدمی بھی چاہے تو مستقل مزاجی سے اپنے مقصد میں کامیاب ہوسکتا ہے۔

ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ یہ تینوں ہی کچھوے پہاڑ کی طرف چل پڑے۔ چلتے رہے۔ چلتے رہے۔ راستہ لمبا تھا اور ہر طرف جھاڑ جھنکار۔ لیکن وہ کچھوے بھی دُھن کے پکّے تھے۔ وہ ہر تکلیف کا مقابلہ کرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ بالآخر ان کو پہاڑ دکھائی دیے۔ جن کی چوٹی برف سے ڈھکی ہوئی تھی۔ ان کو یہاں پہنچتے پہنچتے بیسیوں سال گزر گئے تھے۔ اتنے دن کے بعد جو انھیں منزل دکھائی دی تو ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ

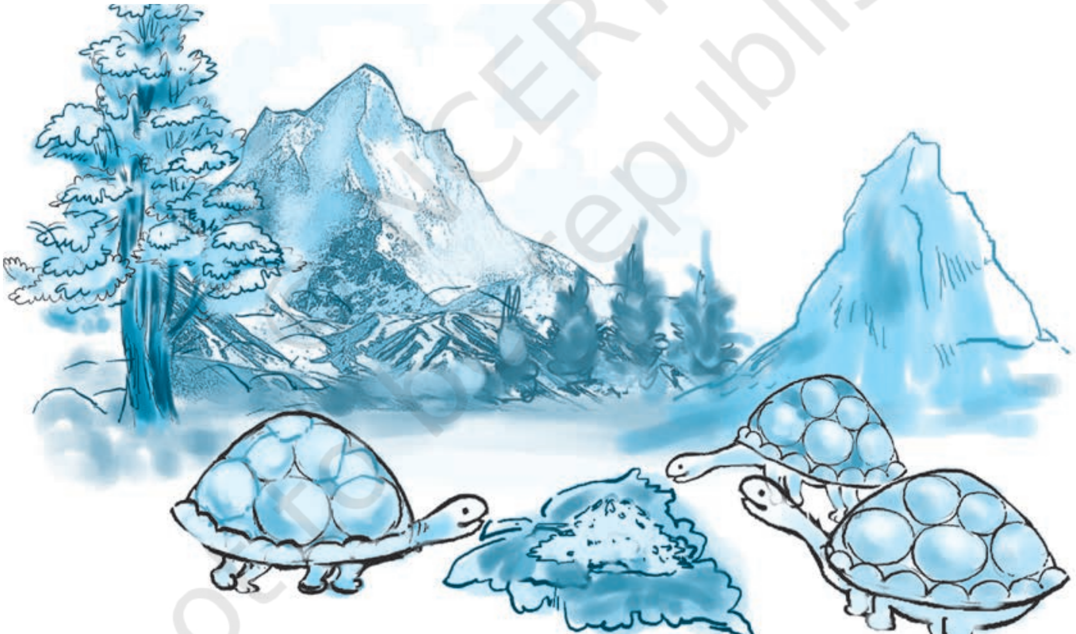

نہ تھا۔ انھوں نے پہاڑ کے دامن میں ایک بہت اچھی جگہ پسند کی اور سوچا کہ یہاں کچھ دن آرام کریں۔ اور اِس شانتی کے اَستھان کا کچھ مزا لوٹیں۔ انھیں یہ جگہ بہت پسند آئی۔ ہوا بھی ہلکے ہلکے چل رہی تھی۔ یوں تو

سردی کا زمانہ تھا لیکن کچھوے کی کھال اتنی موٹی اور اتنی سخت ہوتی ہے کہ فولاد ہی اس کا مقابلہ کرسکتا ہے۔ اس لیے اس میں سردی کا کیا اثر ہوتا۔ برفیلی ہوائیں آتیں تو کچھوے اپنا مُنھ اپنی موٹی فولاد جیسی کھال میں چُھپا لیتے اور انھیں پتہ بھی نہیں چلتا کہ ہَوا کتنی ٹھنڈی ہے۔ ان کو یہاں پہاڑ کے دامن میں بہت اچھا لگا اور اس بات پر حیرت ہوئی کہ آدمی بھی کیسا مورکھ ہے کہ اتنی اچھی جگہ چھوڑ کر سمندروں میں گُھومتا پھرتا ہے۔ ان کو بہت زور کی بھوک لگی۔ انھوں نے سوچا کہ کھانا کھانا چاہیے۔ یہ سوچ کر انھوں نے اپنا کھانا نکالا۔ اور بہت سے بڑے بڑے پتّے اکٹھے کیے۔ اور پھر بڑے سلیقے سے ان پتّوں پر اپنا کھانا نکالا لیکن جب کھانا کھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو دیکھا یہاں پر تو پانی کا نام ونشان بھی نہیں، ہر طرف برف ہی برف ہے تب

انھیں خیال آیا کہ اب کھانے کے بعد پانی کیسے پئیں گے۔ پھر اگر پاس پڑوس میں پانی ملا بھی تو پتہ نہیں کیسا ہو۔ ان کی عادت تو سمندر کا پانی پینے کی تھی۔ اس سے ہی ان کا کھانا ہضم ہوتا تھا۔ تینوں کچھوے سوچ میں

پڑ گئے۔ ان کی کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ کیا کِیا جائے۔ سب ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ آخر ایک دوسرے سے کہنے لگے۔

بڑا کچھوا بولا۔ ”منجھلے کچھوے تم جاؤ اور سمندر سے جا کر پانی لے آؤ۔ پھر اطمینان سے بیٹھ کر کھائیں گے۔“

منجھلا کچھوا بولا۔ ”میری تو رائے یہ ہے کہ چھوٹے کچھوے کو جانا چاہیے۔ وہ اس وقت بھی خاصا چُست و چالاک معلوم ہوتا ہے میں تو اس وقت بہت تھک گیا ہوں۔“

چھوٹے کچھوے نے بہت آنا کانی کی مگر وہ دونوں اس کے پیچھے پڑ گئے اور اس کی ایک نہ چلی۔ آخر مجبور ہو کر چھوٹے کچھوے کو ان کی بات ماننی پڑی۔ وہ بولا۔ ”میں چلا تو جاؤں مگر مجھے یقین ہے کہ میرے جانے کے بعد تم میرا انتظار کیے بغیر کھانا چٹ کر جاؤ گے۔ اور جب میں آؤں گا تو اس وقت مجھے کھانا بھی ملے گا تو وہ بھی جھوٹا ہوگا۔“

دونوں کچھوؤں نے کہا کہ ”یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ہم تمھارا انتظار کریں گے کرتے رہیں گے۔“

چھوٹا کچھوا سنجیدگی سے بولا۔ ”جی ہاں ضرور کرو گے۔ مجھے تو یقین ہے کہ تم ہرگز ہرگز میرا انتظار نہ کرو گے۔“

مگر دونوں کچھوؤں نے بڑی خوشامد کی اور اس سے خوب پکّا وعدہ کر لیا کہ جب تک تم نہ آؤ گے ہم کھانے میں ہاتھ نہ ڈالیں گے۔

آخر کار مجبور ہو کر چھوٹا کچھوا چلا گیا۔ اب باقی دونوں کچھوے بیٹھے انتظار کرتے رہے۔ انتظار کرتے کرتے مہینے گزر گئے، سال گزر گئے۔ دس سال گزرے، بیس سال گزرے، تیس سال گزرے، چالیس سال گزرے، پچاس سال گزرے، یہاں تک کہ سو سال گزرے، سو سال گزر گئے مگر چھوٹے کچھوے کو نہ آنا تھا نہ آیا۔ اب تو ان دونوں کا مارے بھوک کے بُرا حال ہو گیا۔ اُن کو یقین ہو گیا کہ ضرور کوئی نہ کوئی حادثہ پیش آیا ہے ورنہ کوئی وجہ نہیں تھی کہ چھوٹا کچھوا پانی لے کر نہ آ جاتا۔ انھوں نے سوچا کہ اب زیادہ انتظار کرنے سے کوئی فائدہ نہیں اگر اس کو آنا ہوتا تو اب تک آ جاتا۔

© NCERT not to be republished

آخر بھوک سے بے قابو ہوکر ان دونوں کچھوؤں نے کھانے میں ہاتھ ڈالا۔ ابھی انھوں نے کھانا کھایا بھی نہ تھا کہ چھوٹا کچھوا چٹّان کے پیچھے سے کودتا ہوا آیا اور بولا :

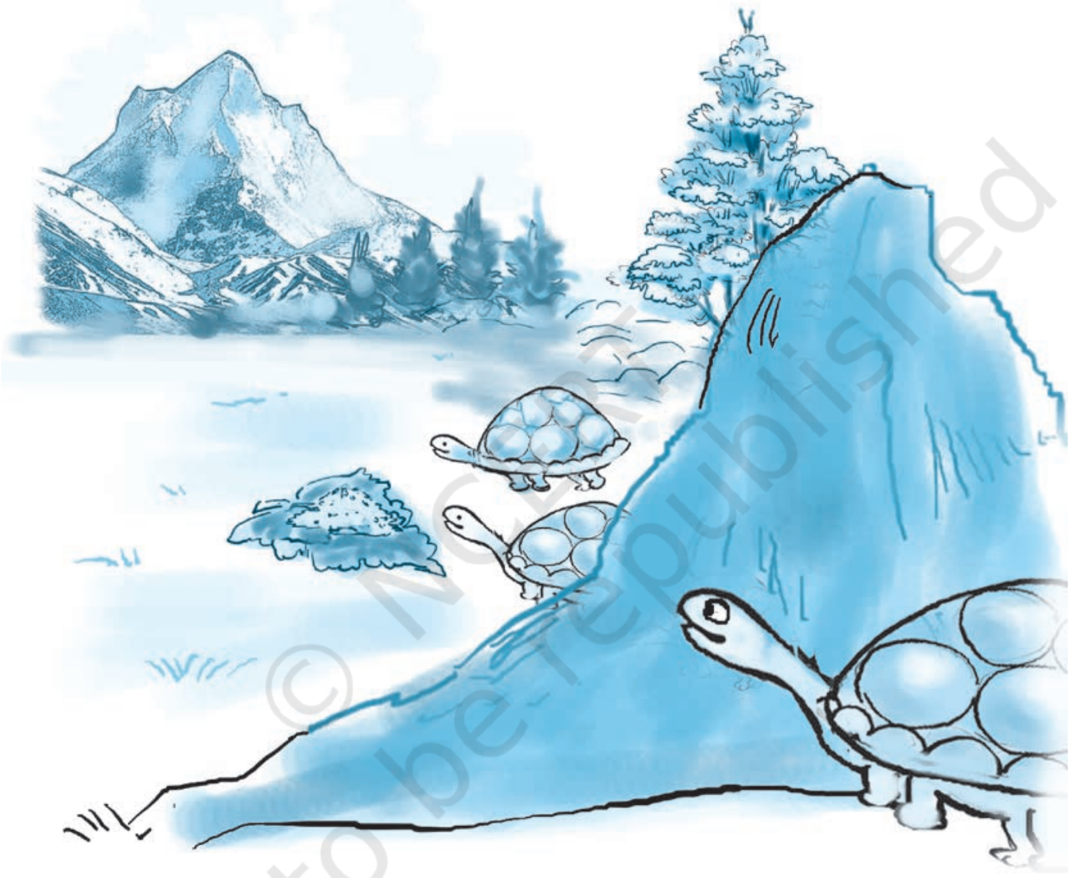

''میں جانتا تھا کہ تم دونوں ہرگز ہرگز میرا انتظار نہ کروگے۔ میں نے پہلے ہی کہا تھا۔ اسی لیے تو میں گیا ہی نہیں تھا۔ یہیں بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا۔''

دونوں کچھوے بھونچکّارہ گئے۔ لیکن کہتے تو کیا کہتے۔

یونان کی لوک کہانی

سوالات

1. کچھوے پہاڑوں کی سیر کیوں کرنا چاہتے تھے؟
2. وہ پہاڑوں تک کس طرح اور کتنے سالوں میں پہنچے؟
3. کچھوے ٹھنڈک کا مقابلہ کس طرح کرتے تھے؟
4. سمندر سے پانی لانے کے لیے منجھلے کچھوے نے کیا رائے دی؟
5. چھوٹا کچھوا پانی لینے کیوں نہیں جانا چاہتا تھا؟
6. بڑے کچھوؤں نے کتنے سال تک چھوٹے کچھوے کا انتظار کیا؟
7. کچھوؤں کے کھانا شروع کرتے ہی کیا ہوا؟

© NCERT not to be republished